نواقض الاسلام

یعنی ایمان / اسلام کو توڑ دینے والے امور
مسلمان کو کافر بنا دینے والے امور

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

شرح: ابو عمر بن عبد الخالق حفظہ اللہ

الموحدین
اسلامی لائبریری

انواقض الاسلام

یعنی ایمان / اسلام کو توڑ دینے والے امور

مسلمان کو کافر بنا دینے والے امور

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

شرح: ابو عمر بن عبد الخالق حفظہ اللہ

اسلامی لائبریری

اخوانکم فی الاسلام:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website: http://muwahideen.co.nr/

Email: salafi.man@live.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج بھی ہمارا معاشرہ امن و
خوشحالی کا گہوارہ بن سکتا ہے؟
اگر............

ولوان اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم
برکت من السماءِ والارض ولکن کذبوا
فاخذنھم بما کانوا یکسبون............

اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیز گار ہو جاتے تو ہم اُن پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے۔ مگر انہوں نے تکذیب کی سو اُن کے اعمال کی سزا میں ہم نے اُن کو پکڑ لیا............

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہ، وَنَسْتَعِیْنُہُ، وَنَسْتَغْفِرُہ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ یَھدِہِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدُ وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَہُ وَلِیًّا مُّرْشِدًا وَأَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلَہ، ، اَمَّابَعْدُ

شریعت فرد اور معاشرے کے ظاہر و باطن دونوں کو سدھارنے اور سنوارنے کا اہتمام کرتی ہے۔ لیکن دنیا میں شریعت کے احکامات و قوانین لوگوں کے ظاہر ہی پر لاگو ہوتے ہیں۔ اگر مدینہ کے منافقین سے کوئی کفر اعلانیہ طور پر ظاہر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ضرور بالضرور ان سے قتال فرماتے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ایک مسلم قبیلہ بنو المصطلق کے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کی خبر سن کر اس پر چڑھائی کا حکم دیا تھا۔ تاہم بعد میں یہ خبر غلط ثابت ہوئی تھی۔ اور جیسا کہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کرنے والے قبیلہ سے قتال کیا تھا حالانکہ وہ لوگ ((لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ)) کا اقرار کرتے تھے اور دیگر ارکانِ اسلام پر عمل پیرا تھے۔ لیکن اس اقرار اور دعوائے اسلام کے باوجود اُن سے کفر کا اعلانیہ اظہار ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں کافر و مرتد قرار دیا۔ گویا اسلام کے دعویدار کسی شخص یا گروہ کے اعلانیہ اظہارِ کفر سے اس کے اسلام کا اعتبار دنیا میں بھی ختم ہو جاتا ہے اور ایسے لوگوں کے جان و مال کی حرمت اسلامی معاشرہ پر سے اٹھ جاتی ہے۔

ہر ایسا نظریہ یا عمل جس سے ایمان کی بنیادی ارکان پر زد پڑتی ہو، انسان کو اسلام سے خارج کر دینے کا سبب بنتا ہے اور انہیں نواقض الایمان یا نواقض الاسلام (ایمان / اسلام کو توڑ دینے والے امور) کہا جاتا ہے۔ ایسے امور میں سے کسی کا ارتکاب خواہ پوشیدہ یا دلی طور پر ہو، یا ظاہر اً کھلے طور پر، دونوں صورتوں میں انسان کافر ہو جاتا ہے۔ البتہ کسی فرد یا گروہ کی تکفیر صرف اس صورت میں کی جا سکتی ہے جب اس کا کفر کھل کر سامنے آجائے۔ تاہم یہاں اتمامِ حجت کے مسئلہ میں کچھ امور کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں قرآن و حدیث کی تعلیمات تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہو اور ایک معمولی پڑھا لکھا شخص بھی کوشش اور جستجو اور علمائے دین سے استفسارات وغیرہ کے ذریعے دین کے صحیح منہج تک پہنچ سکتا ہو، یہی ماحول اس شخص یا گروہ کے اتمامِ حجت

کے لئے کافی ہے۔ جبکہ وہ خود اسلام کا دعویدار بھی ہو۔ ایسے کسی معاشرے میں کوئی شخص یا گروہ دین و ایمان کے بنیادی اجزاء اور عقائد کے مخالف نظریات کا آوازہ بلند کرے، یا ان سے متصادم اعمال میں کھلے بندوں ملوث پایا جائے (بلکہ اسی کو عین اسلام بھی سمجھے....!) تو اب اس کے بطلان کے لئے مزید "کچھ اور" اتمامِ حجت درکار نہیں ہونا چاہئے۔ بھلا جو کوئی اسلام کا مدعی ہو اور قرآن وحدیث کی بہ آسانی دستیابی کے باوجود اُن سے دین کی بنیاد نہ حاصل کر سکا ہو، ایسے پر حجت تمام کرنے کے لئے آپ اب کس چیز اور کونسے وقت کا انتظار فرمائیں گے؟ کفار و مشرکین سے برأت اور دشمنی کا فریضہ، جو انہیں کافر سمجھنے پر موقوف ہے، کب تک یونہی معطل رہے گا؟ کیا اس وقت تک، جب تک آپ بنفسِ نفیس اُن کے روبرو تشریف لے جا کر تمام قرآن کی تلاوت نہ فرمالیں؟ اور تمام متعلقہ احادیث مع اسناد کے نہ سنالیں؟؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اس سے پہلے بھی کافر ہیں اور اس کے بعد بھی کافر رہیں گے۔ اِلاّ یہ کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کسی کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ البتہ تبلیغِ دین اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ راہِ حق کے راہیوں پر سے کبھی ساقط نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر اس کام میں کوئی تساہل واقع ہو رہا ہو تو اس سے بہر حال تلاشِ حق سے منہ موڑنے والوں کے جرم میں کمی واقع نہیں ہو جاتی۔ نہ ہی ان کے کفر کا حکم بدل کر کچھ اور ہو جاتا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان کا سب سے پہلا فریضہ ہے۔ پھر یہ جاننا بھی نہایت ضروری ہے کہ وہ کونسے امور ہیں جن سے دین کی بنیاد پر زد پڑتی ہے اور آدمی کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب تک وہ ان باتوں کا علم حاصل نہیں کرے گا، اس بات کا امکان موجود رہے گا کہ وہ ان امور میں واقع ہو جائے جو اسلام کے مخالف ہیں۔

آخر میں ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہماری سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرے اور ہمیں ان لوگوں میں شامل کر یے جو خیر کی بات سنتے اور اس پر بہترین عمل کرنے والے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

((نواقض الاسلام))

مسلمان کو کافر بنا دینے والے امور

① اللہ کی عبادت میں شرک کرنا

إِنَّ اللهَ لا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء:48)

"بے شک اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جس کو چاہے معاف فرمادے گا۔"

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (المائدہ:72)

"یقین مانو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور ظالموں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔"

اسی لئے قبروں وغیرہ کے پجاری مشرکین اپنے معبودوں کو کہیں گے۔

إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ،وَمَا أَضَلَّنَا إِلا الْمُجْرِمُونَ (شعراء:98-99)

"قسم اللہ کی! یقیناً ہم تو کھلی گمراہی پر تھے جب تمہیں اللہ رب العالمین کے برابر سمجھ بیٹھے تھے۔"

② جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کسی کو وسیلہ ذریعہ بنائے اوراس وسیلے کو پکارے ،اس سے سفارش مانگے اور اس پر توکل کرے وہ شخص مسلمانوں کے اجماع کے مطابق کافر ہو گا۔

اسی مضمون کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللهِ لا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلا فِي الأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ، وَلا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ (سبا:22-23)

"کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے سب کو پکار لو نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے اور نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے۔ نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ شفاعت کی (درخواست) بھی اس کے پاس کچھ فائدہ نہیں دیگی۔ سوائے ان کے جن کو وہ خود اجازت مرحمت فرمائے گا"۔

مزید فرمایا۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلا تَحْوِيلا ، أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ (بنی اسرائیل:56-57)

"انہیں پکارو جن کو تم اللہ کے علاوہ کچھ سمجھتے ہو! لیکن یاد رکھو نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ (پکارے جانے والے) اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں۔ کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں"۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔

وَلا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللهِ مَا لا يَنْفَعُكَ وَلا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ، وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللهُ بِضُرٍّ فَلا كَاشِفَ لَهُ إِلا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (یونس:106-107)

"اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو مت پکارو، جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں ہو جاؤ گے اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ کوئی اور اس کو دور کرنے والا نہیں ہے۔ اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو ہٹانے والا کوئی نہیں وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے۔ اور وہ بڑی مغفرت و رحمت والا ہے"۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ (الزمر:38)

"(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے کہیے ! کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ مجھ پر رحمت کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں مجھے اللہ ہی کافی ہے۔ توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں"۔

قرآن کریم کی اکثر آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عبادت صرف اللہ کے لئے خالص ہو کر کی جائے اور اللہ کے اور مخلوق کے درمیان کسی کو واسطہ یا وسیلہ نہ بنایا جائے کیونکہ فرمان الٰہی ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (البقرہ:186)

"اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی مجھے پکارے قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی ہدایت کا باعث ہے"۔

اسی لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات کہی گئی کہ "جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں اور اللہ چاہے۔ یہ بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اجعلتني لله عدلاً؟ ماشاء الله وحده)) (مسند احمد:1/213-214)

"کیا تم نے مجھے اللہ تعالیٰ کے برابر بنادیا ہے۔ تمہیں یہ کہنا چاہیے کہ جو اللہ وحدہ لاشریک چاہے"۔

③ جو شخص مشرکین کو کافر نہ کہے یا مشرکوں کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے۔

کیونکہ اسلام کی حقیقی تعریف ہے:

((الاستسلام لله بالتوحيد، والانقياد له، بالطاعة، والبراءة من الشرك وأهله))

" توحید پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کا مطیع بن جانا۔ اطاعت کرنا اور شرک و مشرکوں سے دوری و براءت اختیار کرنا۔"

اسی طرح صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((من قال لا اله الا الله، وكفر بما يعبد من دون الله، حرم ماله ودمه، وحسابه على الله))

" جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا قرار کرے، اور اللہ کے علاوہ دیگر معبودوں کا انکار کرے، اس کا مال اور اس کی جان حرمت و عزت والی ہے، اور اس کا حساب و کتاب اللہ تعالیٰ پر ہو گا۔" (صحیح مسلم)

اس حدیث میں مسلمانوں کے خون کو حرمت والا قرار دیا گیا ہے اور صرف یہ نہیں کہا گیا کہ وہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہو، بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ دیگر معبودوں کا انکار کرے اگر انکار نہ کرے گا تو اس کا خون ومال حرام نہ ہو گا اس کے خلاف لڑائی جاری رہے گی کیونکہ اس شخص نے ملتِ ابراہیم کے بنیادی قواعد کو ضائع کر دیا ہے۔ اور جبکہ ملتِ ابراہیم کی اتباع کرنے کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہوئے اللہ کے دشمنوں کے سامنے کمزور نہ پڑیں۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللهِ وَحْدَهُ (الممتحنۃ:۴)

"مسلمانوں! تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے۔ جب ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، ان سے بیزار ہیں۔ ہم تمہارے (عقائد) کے منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں، ہمیشہ کے لئے نفرت وعداوت ظاہر ہو گئی"۔

اس آیت میں دینِ ابراہیمی کے اصول واضح نظر آتے ہیں۔ اللہ کے فرمان کے مطابق جو شخص ملتِ ابراہیمی سے بے رغبتی کرے گا تو وہ بے وقوف ہو گا۔

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى (البقرۃ:256)

"جو شخص طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے گا۔ تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا ہے"۔

امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ طاغوت کے انکار کرنے کی صفات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
" طاغوت کا انکار اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ تم غیر اللہ کی عبادت کو باطل سمجھو اس سے بغض و نفرت کرو مشرکوں کا انکار کرو اور ان کو اپنا دشمن جانو!۔"

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ (التوبۃ:5)
"مشرکوں کو جہاں پاؤں قتل کرو ،انہیں گرفتار کرو ان کا محاصرہ کرو، اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو، ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو"۔

جب بھی لوگوں نے کتاب و سنت سے منہ پھیرا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان ہی کے دشمنوں کو مسلط کر دیا اسی طرح جب بھی حکام وقت نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین کو چھوڑ کر خود ساختہ ملعون قوانین پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر دیا مسلمان چھوٹے چھوٹے ملکوں میں بٹ گئے ان کے دشمنوں نے ان پر غلبہ پالیا کیونکہ چھوٹے چھوٹے ممالک کے امراء کو صرف اپنے اپنے منصب و تخت کی فکر ہوتی ہے۔

دین کو غلبہ ملے یا نہ ملے ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی حالانکہ ان مسلمانوں کی عزت و شوکت دین کی وجہ سے تھی دین کی مدد کرتے تو دنیا پر غلبہ بھی ملتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہر سردار، امیر اور حاکم وقت پر لازم کیا کہ وہ قوانین الٰہی کو نافذ کرے۔ لیکن انہیں کوئی شعور ہی نہیں ہے کیونکہ کفار کی دوستی اور بری صحبت نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ علماء و داعی حضرات نے بھی اس مسئلے میں سلاطین و حکمرانوں کو اس عقیدہ (کفار کے ساتھ دوستی و دشمنی) سے متعلق احکام سے باخبر رکھنے اور انہیں عقیدہ الولاء والبراء (اللہ ہی کے لئے محبت اور اسی کے لئے نفرت) کی تعلیم دینے و نصیحت کرنے میں غفلت اور بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ اکبر! اللہ ہی ہے جس سے مدد طلب کی جائے۔

ہر مسلم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کفار مسلمانوں کو دین سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں ان کی خواہش ہے کہ مسلمان بھی ان جیسے بن جائیں۔ اگر غیور مسلمان 'خواب غفلت سے نہ جاگے تو وقت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا پھر حسرت وندامت کے آنسو بہانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ کفار غلبہ پالیں گے اور مسلمان مغلوب ہو کر رہ جائیں گے کیونکہ یہ دستور دنیا ہے۔((مَنْ لَمْ يَغْزُ غُزِيَ))" جو خود بڑھ کر جنگ نہ کرے گا تو دشمن اس پر حملہ کر دیں گے۔"

لہذا اس منہج کی تبلیغ یعنی کفار سے دوستی کے برے نتائج وعواقب سے ضرور آگاہ کرنا چاہیے۔ ہر عالم ہر خطیب اورامام مسجد پر لازم ہے۔ کہ وہ کتاب وسنت کے دلائل کی روشنی میں عوام الناس کو کفار سے میل جول رکھنے ان کے ملکوں میں بلاوجہ آنے جانے کے خطرات سے آگاہ کریں اللہ تعالیٰ نے مسلمان وکافر کے درمیان تمام تر دلی محبت ودوستی کے تعلقات کو ختم کر دیاہے۔ اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (التوبۃ:23)

"اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ ظالم ہو گا"۔

لا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ (مجادلۃ:22)

"اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہر گز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے قبیلے کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیاہے اور ان کی اپنی روح (یعنی قرآن) سے مدد کی۔"

مزید فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللهِ رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ (ممتحنۃ:1)

"اے ایمان والو! میرے اور خود اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے (یعنی قرآن، اللہ کا رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، دین اسلام) سے کفر کرتے ہیں۔ پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو اگر تم میری راہ میں جہاد اور میری رضامندی کی طلب میں نکلتے ہو (تو ان سے دوستی نہ کرو) تم ان کے پاس محبت کا پیغام چھپ چھپ کر بھیجتے ہو۔ اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا تم میں سے جو بھی یہ کام کرے گا وہ یقیناراہِ راست سے بھٹک جائے گا"۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

((لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم)) (بخاری و مسلم)

"کوئی مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا اور اسی طرح کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔"

اور ایک حدیث میں فرمایا۔

((لا یقتل مسلم بکافر)) (بخاری:1/204)

"کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔"

یہ تمام آیات احادیث کفار کی اہانت پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق:

﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ (التوبۃ:28)

"مشرکین ناپاک و نجس ہیں۔"

تمام مسلمانوں کو خبر دار رہنا چاہیے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے کبھی خوش اور راضی نہ ہوں گے جب تک مسلمان کفار کی پیروی نہ کریں اور ان کے نقش قدم پر نہ چلیں۔

وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (البقرة:120)

" (اے نبی ﷺ) آپ سے یہود و نصاریٰ کبھی راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں۔ آپ کہہ دیجئے۔ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آجانے کے، پھر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہو گا اور نہ کوئی مدد گار"۔

اس آیت میں کفار کے دین کی پیروی کرنے والوں کے لئے سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ اس طرح نبی کریم ﷺ نے بھی مشرکوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ ان سے دوستی لگا کر مسلمان ان جیسے نہ جائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((أنا بریٔ من کل مسلم یقیم بین اظہر المشرکین))　　(ابوداوٗد، ترمذی)

" میں ان مسلمانوں سے بری الذمہ ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہائش اختیار کرتے ہیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ، مسلمان کفار سے کتنا دور رہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اتنا دور رہیں کہ دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھ پائے۔

آگ دیکھنے سے مراد ہے کہ ایک دوسرے کے قریب نہ رہیں۔

ایک اور حدیث میں فرمایا۔

((لا یقبل اللہ من مشرك بعد ما أسلم عملاً او یفارق المشرکین الی المسلمین))　　(نسائی)

" اللہ تعالیٰ کسی مشرک کے اسلام لانے کے بعد اس کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک وہ مشرکوں سے دور ہو کر مسلمانوں میں داخل نہ ہو جائے۔"

ان حالات میں، جن سے ہم دوچار ہیں۔ہم اس دین کی غربت اور مسلمانوں کے بدلتے ہوئے حالات کی اللہ ہی سے شکایت کرتے ہیں۔ہم تمام مسلمان ان واضح آیات واحادیث کو سنتے رہتے ہیں۔اس کے باوجود ہم کفار سے میل جول رکھتے ہوئے ان کے ہم نوالہ وہم پیالہ بنے رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

((من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله))　　(ابوداؤد)

" جو شخص مشرکوں سے میل جول رکھے ان کے درمیان رہائش اختیار کرے وہ انہی کی مانند ہے۔"

کہاں ہے دین ابراہیمی !! کہاں گئی اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے دشمنی !!ملتِ ابراہیم کا منہج چھوڑ دیا گیا ہے اب یہ منہج دنیا میں بہت کم پایا جاتا ہے اور اس کے نشانات دنیا سے مٹ چلے ہیں دینِ اسلام تو بغضِ کفار ،محبت مسلم اور سرکش وظالم سے برأت وخلاصی پر مبنی ہے وادیٔ بطحاء کے نبی ہاشمی ﷺ کے دین کو مضبوطی سے تھامنے والے موجود نہیں ہیں۔ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ ہماری خطائیں معاف کردے اور ہمارے دلوں پر لگا گناہوں کا زنگ صاف کردے۔

اے لوگو! دیکھو ہماری حالت کیا ہے ؟کیا ہمارے جسموں پر مشرکوں کی خوشبو ملی ہوئی نہیں ہے۔(یعنی ہم مشرکوں سے میل جول نہیں رکھتے) کیا ہم ان کی تعریف وستائش نہیں کرتے ہیں، کیا ہم ان کی عزت واکرام کے لئے لپک لپک کر نہیں جاتے ؟حالانکہ نبی کریم ﷺ نے ہر اُس مسلمان سے برأت کا اظہار کیا ہے جو مشرکوں کے درمیان رہتا ہے لیکن ہماری معیشت والی کاروباری عقل ودانش کہتی ہے کہ ہر نافرمان وعاصی سے مکمل دوستی قائم کی جائے۔

"جو شخص کفاراور مشرکوں کے مذہب کو درست سمجھے وہ بھی ان میں شامل ہے "اس فہرست میں اس دور کے کمیونسٹ ،لادینیت ،دہریت کی دعوت دینے والے شامل ہیں۔یہ تمام فرقے گمراہ کافر ہیں۔اگرچہ ان لوگوں

کے نام مسلمانوں جیسے ہوتے ہیں۔ناموں کی وجہ سے حقائق نہیں بدلتے اس دورِ اجنبیت میں ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ اسلام پر عجب وقت آن پڑا ہے معیارِ دنیا بدل چکا ہے۔لوگ ناموں کو دیکھتے ہیں، نام والوں کو نہیں، دعووں پر اعتبار کرتے ہیں، حقائق پر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دشمن جو دن رات، ظاہراً باطناً دین کے خلاف برسرِپیکار رہتے ہیں وہ لاعلم اور غافل لوگوں کے نزدیک پکے سچے مؤمن بن بیٹھے ہیں صرف اس بنا پر کہ وہ زبان سے کلمہ توحید پڑھتے ہیں۔ شیطان کی فوج میں شرکت کرنے کی وجہ سے ان کا اسلام کا دعویٰ ان کو کچھ فائدہ نہ دے گا کیونکہ ان کی جان ومال ہمہ وقت دین کے خلاف استعمال ہوتی ہے۔

④ جو شخص یہ اعتقاد، یہ نظریہ رکھے کہ نبی کریم ﷺ کی ہدایت کے علاوہ کسی دوسرے کی ہدایت زیادہ کامل ہے یا کسی اور کا حکم رسول اللہ ﷺ کے حکم سے زیادہ بہتر ہے تو اس کا یہ نظریہ اسلام کے خلاف ہے مثلاً کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے حکم پر طاغوت کے حکم کو ترجیح دے۔

نبی کریم ﷺ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے۔

((أما بعد فإن خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الهدی هدی محمد))　　(صحیح مسلم: 6/153)

”سب سے بہترین کلام کتاب الٰہی ہے۔ اور سب سے بہترین ہدایت ہدایت محمدی ہے۔“

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ہدایت محمدی کامل ترین ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا منہج وحی الٰہی پر مبنی ہے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (نجم:4)

”(نبی اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے) جو کہتے ہیں۔ وہ صرف وحی الٰہی سے کہتے ہے“۔

اس آیت کی رو سے علماء کرام نے اجماع کیا کہ سنت اسلامی قوانین میں قرآن کے بعد دوسرا ماخذ ہے۔ اور قانون کے لئے سنت ایک مستقل بنیاد ہے احکام اسلامی میں قرآن کے بعد سنت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے حلال وحرام قرار دینے میں سنت بھی میں قرآن ہی کی طرح ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اہل کتاب کی کتاب دیکھی تو فرمایا:

((أمتھوکون فیھا یا ابن الخطاب رضی اللہ عنہ والذی نفسی بیدہ، لقد جئتکم بھا بیضائ نقیۃ ....))

"اے عمر بن خطاب کیا تم اب بھی ان کتابوں میں مشغول ہوتے ہو اللہ کی قسم میں تمہارے پاس ایک واضح اور شفاف دین لے کر آیا ہوں۔"(مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعتِ محمدی تمام سابقہ شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہے۔اور پچھلی تمام شریعتوں کی بنسبت ہلکی اور زیادہ آسان بھی۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

((أحب الادیان الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ))

"اللہ تعالیٰ کو تمام دینوں میں سے سیدھا اور یک طرفہ دین (اسلام) پسند ہے۔"(اخرجہ البخاری فی الأدب المفرد وعلقہ فی صحیحہ بصیغۃ الجزم، وحسنہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فی الفتح: 1/94)

ان احادیث پر غور کیجئے اور بتایئے کیا اب بھی ہدایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی اور ہدایت ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان دیکھئے۔

((والذی نفسی بیدہ، لوکان موسیٰ بین اظھرکم، ثم اتبعتموہ وترکتمونی لضللتم بعیداً)) ؟!

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر موسیٰ (علیہ السلام) بھی تمہارے پاس آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرنے لگ جاؤ تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔"

اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ پر احسان فرمایا ہے کہ اس نے دین کو کامل بنادیا اور اپنی نعمتوں کو تم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نچھاور کر دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا (المائدۃ:3)

"آج میں نے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند فرمالیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جس دین پر راضی ہوا ہم بھی اس دین پر راضی ہیں۔ کیونکہ اس دین کو اس نے پسند فرمایا اور ہمارے لئے چنا اور اسی دین کو دیکر سید المرسلین محمد عربی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

ارشاد الٰہی ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللهِ الإِسْلامُ (آل عمران:19)

"بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے"۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (آل عمران 85)

"جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر دوسرا دین تلاش کرے تو اس کو قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا"۔

اس آیت کی رو سے دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرنے والا کافر ہو گا۔

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے علاوہ کسی اور کا حکم مثلاً طاغوت کا حکم اچھا اور احسن ہے تو اس کا یہ نظریہ اسلام کے خلاف ہے ایسا شخص علماء امت کے اجماع کے مطابق کافر ہو گا۔ یہ لوگ اس لئے کافر ہوں گے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کم تر لوگوں کے قوانین، یا اپنے خود ساختہ قوانین کو رسول اللہ ﷺ کے قوانین سے بڑھ کر سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث ہی اسی لیے کیا تھا کہ آپ لوگوں کو شرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید کی روشنی کی طرف لائیں۔ لہٰذا اب کوئی دوسرا نظریہ یا قانون کیسے بہتر ہو سکتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

الر كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ (ابراہیم:1)

"یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے اجالے کی طرف لائیں ان کے پروردگار کے حکم سے، زبردست اور تعریف والے رب کے راستے کی طرف لائیں۔"

ہر مسلمان مرد، عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بات سے باخبر رہے کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا ہر حکم تمام حکموں سے افضل اور مقدم ہے لوگوں میں کوئی مسئلہ پیش آئے اس کو حل کرنے کے لئے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ ہی کی طرف رجوع کیا جائے جو شخص اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو چھوڑ کر کسی دوسرے حکم کے مطابق فیصلہ کرے گا وہ کافر ہوگا۔ سورۃ نساء کی آیات پڑھیے کہ جس میں اللہ کا فرمان ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلالا بَعِيدًا (النساء:60)

"کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا اس پر ان کا ایمان ہے۔ لیکن وہ اپنے فیصلے طاغوت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ طاغوت کا انکار کریں۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے۔ کہ انہیں دور کی گمراہی میں ڈال دے"۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

فَلا وَرَبِّكَ لا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء:65)

" تیرے پروردگار کی قسم یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کرلیں"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کھا کر فرمایا کہ کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ تین کام سرانجام نہ دے۔

① تمام معاملات میں رسول اللہ ﷺ ہی کو حاکم سمجھے۔

② رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر اپنے دل میں ناخوشی و تنگی محسوس نہ کرے۔

③ ہر فیصلے کو فرماں برداری کے ساتھ قبول کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدۃ:44)
"جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ کافر ہے"۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے: "اللہ کی قسم! میں اپنے گناہوں سے اتنا نہیں ڈرتا کیونکہ یہ گناہ معافی و بخشش والی ہستی معاف بھی کرسکتی ہے بلکہ اپنے دل سے وحی الٰہی اور قرآن کی حکومت کے نکل جانے سے ڈرتا ہوں اور لوگوں کی آراء میں مشغول ہو جانے سے ڈرتا ہوں۔ اگر ان افعال کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ نے نبی اللہ ﷺ کی بعثت سے جو احسان ہم پر کیا تھا وہ کیا ہوگا؟"۔

پس اللہ ہی ہے کہ جس سے شکایت کی جاسکتی ہے!! وہی فریادوں کو سننے والا ہے وہی ہے جس پر بھروسا کیا جاتا ہے۔

کفر اور گمراہی کی فہرست میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہتے ہیں کہ موجودہ دور میں زناکاری اور چوری کرنے کی قرآنی سزائیں دینا مناسب نہیں ہیں کیونکہ یہ دور رسول اللہ ﷺ کے دور جیسا نہیں ہے۔ ایسا کہنے والا سمجھتا ہے کہ موجودہ دور کے قوانین رسول اللہ ﷺ کے احکامات سے بہتر ہیں۔ لہٰذا اس دور میں غیر اللہ کے قوانین نافذ کرنا چاہیئے ہے۔ کفر اور گمراہی کی فہرست میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہتے ہیں کہ اس زمانے میں اللہ کے نازل کردہ قوانین کے خلاف فیصلہ کرنا جائز ہے، یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ انہوں نے ایک ایسی چیز کو حلال قرار دیدیا کہ جس کے حرام ہونے پر کوئی اختلاف نہیں۔

⑤ جو شخص دین اسلام میں سے کسی ایسی چیز کو جو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں' ناپسند کرے اس سے نفرت رکھے تو وہ کافر ہو گا اگرچہ خود اس پر عمل کرتا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((من قال لا اله الا الله خالصًا من قلبه دخل الجنة)) (احمد، ابن حبان)

"جو شخص" خلوصِ دل" سے لا الٰہ الا اللہ پڑھے وہ جنتی ہو گا۔"

اس حدیث میں خلوصِ دل کی شرط لگائی گئی ہے لہٰذا جو شخص قرآن وحدیث کو ناپسند کرے وہ خلوصِ دل سے کیسے مانتا ہو گا؟۔

اسی موضوع کے مطابق فرمانِ الٰہی ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ، ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ (محمد:9)

"اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے لئے ہلاکت ہے اللہ ان کے اعمال غارت کرے گا اور یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے سو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے"۔

اللہ تعالیٰ نے دین کو ناپسند کرنے والوں کے اعمال کو کوڑا کرکٹ بناڈالا ان کو ضائع کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پر عمل کرنے والوں اور اس کے اوامر ونواہی پر عمل کرنے والوں کو کامیابی کی بشارت دی ہے اس کے برعکس ناپسند کرنے والوں کے اعمال کو ضائع کرنے کا حکم سنایا اور ہر وہ شخص جو اللہ کے نازل کردہ قوانین کو ناپسند کرے، اس کے تمام اعمال برباد ہیں۔ اگرچہ وہ خود ان پر عمل ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ جیسا کہ یہ آیت ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ (محمد:28)

"یہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ ایسی راہ پر چلے جس سے انہوں نے اللہ کو ناراض کر دیا۔ اور انہوں نے (اللہ) کی رضامندی کو برا جانا۔ تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے"۔

ہر مسلمان کو ڈرنا چاہیے کہ وہ دین اسلام کو ناپسند کرنے والا بن جائے، یہ ناپسندیدگی دلوں میں چھپی رہتی ہے اور بڑے عرصے بعد انسان کو احساس ہوتا ہے کہ شیطان اپنا کام کر گیا ہے۔ لہٰذا اکثر اوقات یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

((یامقلب القلوب ثبت قلبی علیٰ دینك))

" اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت کر دے۔"

کیونکہ تمام انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہیں۔ اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا ہے دلوں کو پھیرتا رہتا ہے۔

⑥ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے دین میں سے کسی بات کا مذاق اُڑائے چاہے وہ بات ثواب سے متعلق ہو یا عذاب سے وہ شخص کافر ہے۔

دین اسلام کا مذاق اڑانے والا کیوں کافر ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (التوبۃ:65)

"(اے نبی) کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیات، اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں۔ تم عذر پیش نہ کرو۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو"۔

دین اسلام کے کسی امر کا استہزا کرنا، اس کا مذاق اڑانا، اجماع امت کے مطابق کفر ہے اگر چہ کوئی غیر سنجیدگی سے بھی مذاق اڑائے. ابن جریر، ابن ابی حاتم اور الشیخ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا، میں نے اپنے قراء جیسا کسی کو نہیں دیکھا یہ لوگ بڑے پیٹو ہیں، زبان کے جھوٹے اور جنگ کے موقع پر بزدلی دکھانے والے ہیں۔ یہ بات سن کر دوسرے شخص نے کہا تم منافق ہو ہم یہ بات ضرور رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دیں گے یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی اور قرآن میں مذکور بالا آیت نازل ہو گئی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ "میں نے دیکھا کہ وہ بات کرنے والا شخص رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سے لٹک لٹک کر کہہ رہا تھا کہ میں تو مذاق کر رہا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ فرمار ہے تھے۔ اللہ اس کا رسول اور اس کی آیات ہی مذاق کے لیے رہ گئی ہیں۔" ہم مذاق اڑا رہے تھے کا

مطلب ہے کہ ہم حقیقت میں بات نہیں کر رہے تھے بلکہ ہم ازراہِ مذاق یہ بات کر رہے تھے صرف سفر کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے خوش گپی کر رہے تھے۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو کافر قرار دیا ہے۔بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ منافقین تو پہلے ہی سے دلی طور پر کافر تھے۔بعد میں انہوں نے زبان سے بھی اظہارِ کفر کر دیا۔

لیکن اس بات کی تردید شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔آپ لکھتے ہیں۔"دل سے کفر کرنا اور زبان سے اسلام لانا کفر ہی ہوتا ہے اس کو اسلام نہیں کہا جاسکتا۔جبکہ ایسی صورت میں یہ نہیں کہا جاتا کہ: قَدۡ كَفَرۡتُم بَعۡدَ إِيمَٰنِكُمۡ(التوبۃ:65) " تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شروع ہی سے کافر نہ تھے۔(یعنی ایمان لا چکے تھے اور بعد میں کافر ہوئے)

اسی طرح جو شخص بھی محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے کسی بھی حکم مذاق اڑائے،جیسا کہ علم شرعی کا مذاق اُڑانا،یا علم شرعی سیکھنے والے طالب علم یا سکھانے اساتذہ،یا اس پر عمل کرنے والے،غرض علم شرعی سے تعلق رکھنے کسی بھی شخص کا مذاق اڑانا،اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف مقرر کردہ کسی ثواب یا عذاب کا مذاق اڑانا،اسی طرح اچھائی کا حکم دینے والوں اور برائی سے روکنے والوں کا ان کے اس مبارک فعل کی وجہ سے مذاق اڑانا،اسی طرح نفلی یا فرضی کسی بھی نماز کا مذاق اڑانا یا پھر نمازیوں کا نماز پڑھنے پر مذاق اڑانا،اسی طرح ایک داڑھی رکھنے والے کا اُس اسلامی شعیرہ داڑھی کی وجہ سے مذاق اڑانا،اسی طرح سود جیسی لعنت کو چھوڑنے والے کا سود چھوڑنے کی وجہ سے مذاق اڑانا،وغیرہ وغیرہ تو اس قسم کا مذاق اڑانا کفر ہے۔اور وہ مذاق اڑانے والا استہزاء کرنے والا اللہ کی نظروں میں کافر ہے۔(کیونکہ مذکورہ تمام صورتیں اللہ کی شریعت سے تعلق رکھتی ہیں۔اور ان کا مذاق اڑانے والا اللہ کی شریعت کا مذاق اڑاتا ہے)اسی طرح اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی کسی بھی چیز کا مذاق اڑانا منافقین کی صفات میں سے ہے۔اور یہ کسی مسلمان کے لئے لائق نہیں کہ وہ ایسا کفریہ فعل کا سرانجام دے۔

جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ،وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ،وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ،وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلاءِ لَضَالُّونَ ،وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ،فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ،عَلَى الأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ،هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ(مطففین:29-36)

''گناہ گار لوگ ایمان والوں کا ہنسی مذاق اڑایا کرتے تھے اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے آپس میں آنکھوں کے اشارے کرتے تھے اور جب اپنے گھروں کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے یقینا یہ لوگ گمراہ ہیں۔ جبکہ یہ ان پر نگراں بنا کر تو نہیں بھیجے گئے۔ پس آج ایمان دار ان کافروں پر ہنسیں گے تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے کہ اب ان منکروں نے جیسا یہ کرتے تھے پورا پورا بدلہ پالیا''۔

امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے حکم المرتد صفحہ (۱۰۵) پر اور شیخ حمد بن عتیق نے مجموعۃ التوحید میں اور کافی علماء نے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے کسی بھی جزء کا مذاق اڑانے والوں کی دو اقسام بیان کی ہیں۔

① واضح طور پر مذاق اڑایا جائے۔ جیسا کہ یہ قول ہے'' یہ قرآن پڑھنے والے بڑے پیٹو، بزدل اور جھوٹے ہیں'' ان لوگوں کے متعلق ہی آیتِ ممانعت نازل ہوئی تھی۔

② مذاق اڑایا تو جائے مگر غیر واضح طور پر مبہم انداز میں جیسے کہ آنکھ کے اشاروں کنایوں کے ساتھ یا تلاوت قرآن کا، زبان نکال کر ہونٹ پھیلا کر، مذاق اڑایا جائے۔ یا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا جائے یا اچھائی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے پر مذاق اڑایا جائے۔

الغرض قرآن وحدیث کا مذاق اڑانے والوں کی مخالفت کرنا۔ ان کی مجلسوں کو ترک کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مسلمان بھی انہی میں شامل ہو جائیں۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا(النساء: 140)

"اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب بھی کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجلس میں ان کے ساتھ مت بیٹھو جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں (ورنہ) تم بھی اُس وقت انہی جیسے ہو گے یقینا اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے"۔

⑦ جادو چاہے وہ جدائی نفرت پیدا کرنے کے لئے کیا جائے یا محبت پیدا کرنے کے لئے جو کوئی ایسا کرے یا ایسا کرنے پر راضی ہو تو وہ شخص کافر ہے

وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (البقرۃ:102)

"(ہاروت ماروت) کسی کو (جادو) نہیں سکھاتے تھے حتیٰ کہ اسے کہتے ہم آزمائش کے لئے آئے ہیں تم کفر نہ کرو۔"

تم نے اپنی نظروں کو علامات محبت بنا دیا ہے یہ نظر کے اشارے تو جادو سے زیادہ مخفی ہیں ان نظروں میں نرمی نظر آئے تو وصل کی علامت ہوتی ہے اور آنکھیں غضب آلود ہو جائیں تو ہجر کی نشانی ہوتی ہے"۔

سحر کی شرعی تعریف کیا ہے؟

ہر وہ مالا، یا دم جھاڑے جس سے جادو کرنے والا شیطان کی مدد حاصل کر کے مسحور کو نقصان پہنچائے امام شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "جادو کی کوئی جامع مانع تعریف نہیں ہے۔ کیونکہ جادو کی بہت سی اقسام ہوتی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ اور ان کے درمیان ایک قدر مشترک نہیں ملتی جس کی بنا پر اسکی جامع و مانع تعریف کی جاسکے۔ اسی لئے علماء کرام نے سحر کی مختلف تعریفیں لکھی ہیں۔

سحر کی دو اقسام بنتی ہیں۔ (اضواء البیان:4/444)

((سحر صرف)) کوئی شخص اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے جادو کے ذریعہ کسی کی محبت کو بغض میں بدل دے۔ جیسے کسی کی بیوی کی محبت کو بغض میں تبدیل کر دے۔

((سحر عطف)) یہ بھی پہلی قسم ہی کی طرح ایک جادوئی فعل ہے، لیکن اس میں آدمی کی خواہشات کے برعکس، شیطانی غیر جائز طریقے استعمال کر کے آدمی میں محبت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جو سحر صرف سے مختلف ہو، جادو کرنا تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام ہے، جادو کے متعلق شریعت میں بہت سے مسائل مذکور ہیں۔ چونکہ جادوگری اس وقت بہت زیادہ پھیل چکی ہے اس لئے ہم اس کے متعلق تفصیل سے علماء کے اقوال ذکر کر رہے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جادو کی حقیقت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور جادو سے پناہ مانگنے کا بھی حکم دیا ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہے۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ (فلق:4)

''اور گرہ لگا کر (ان میں) پھونکنے والیوں کے شر سے بھی (پناہ مانگتا ہوں)''۔

مذکورہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ مانگنے کا حکم نہیں دیتا۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔

فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ (البقرة:102)

''پھر لوگ ان دونوں (ہاروت ماروت) سے (جادو) کا علم سیکھتے جس سے خاوند بیوی میں جدائی ڈال دیں''۔

یہ ہی اہل سنت اور جمہور مسلمانوں کا مسلک ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے۔ جبکہ کتاب و سنت سے دوری اختیار کرنے والے معتزلہ فرقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ (طہ:66)

''ان کے جادو سے موسیٰ کے خیال میں آئیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔''

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ معتزلہ کے قول کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ''جادو کو ایک وہم سمجھنا صحیح نہیں ہے عقلی طور پر بھی جادو کو حقیقت سمجھا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث کے دلائل بھی یہی کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جادو کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد کیا ہے۔

يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ (البقرة:102)

"(شیطان) لوگوں کو جادو سکھایا کرتے اور بابل (شہر) میں ہاروت وماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو آزمائش ہیں تم کفر نہ کرو پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند، بیوی میں جدائی ڈال دیں"۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے کیونکہ تعلیم کسی حقیقی چیز کی دی جاتی ہے۔ وہم وگمان کی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔

وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ (الاعراف:116)

"وہ جادوگر بہت بڑا جادو لے آئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبُه، بِالسّيف)) (ترمذی، حاکم، دار قطنی ابن عدی وغیرھم)

"جادوگر کی سزا اس کو تلوار سے قتل کرنا ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مذکورہ حدیث سند مرفوع نہیں اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم المکی ہے جو کہ ضعیف راوی ہے۔ جبکہ یہ قول جندب رضی اللہ عنہ سے موقوفٍ صحیح ہے۔ شارح کتاب فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "لیس بشئ"، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ضعیف پر اتفاق ہے۔

سیدنا بجالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمارے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا، یہ خط آپ کی شہادت سے ایک برس قبل آیا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ:

((اقتلوا كل ساحر، وفرقوا بين كل ذی محرم من المجوس، وانهوهم عن الزمزمة))

"جادوگر کو قتل کر دیا جائے۔ آتش پرست مجوسیوں نے اگر محرم افراد کی آپس میں شادی کی ہے تو انہیں جدا جدا کر دیا جائے اور ان مجوسیوں کو زمزم کے پانی سے دور رکھا جائے بجالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے حکم ملنے پر تین جادوگروں کو قتل کیا۔"

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر جس لونڈی نے جادو کیا تھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہا نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

جادو گر کے قتل کرنے کے حکم میں سیدنا عمر و جندب و سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی کسی صحابی نے مخالفت نہیں کی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

((اقتدو بالذین من بعدی ابی بکر و عمر)) (احمد، ترمذی)

"میرے بعد تم ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہم) کی پیروی کرنا۔"

((انّ اللہ جعل الحق علیٰ لسان عمر و قلبہ)) (ترمذی)

"اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل و زبان پر حق جاری کر دیا ہے۔"

⑧ مسلمانوں کے مقابلے میں مشرکین کو غالب کرنے والا اور انکی مدد کرنے والا کافر ہے۔

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (المائدۃ:51)

"تم میں سے جو بھی ان (مشرکوں) سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے۔ ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہِ راست نہیں دکھاتا"۔

⑨ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بعض لوگوں کا رسول اللہ e کی شریعت سے خارج ہو کر اس سے دور رہ کر، مسلمان بنا جا سکتا ہے۔ جیسے خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند نہ تھے تو ایسا نظریہ عقیدہ رکھنے والا شخص کافر ہے۔

وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ۔ (الانعام:153)

"اور یہ دین میرا راستہ ہے۔ جو سیدھا ہے۔ سو اس راستے پر چلو۔ اور دوسری راہوں پر مت چلو یہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی"۔

اس کے علاوہ اس حکم کی دلیل درج ذیل حدیث سے بھی ملتی ہے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچا اس کے بعد فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر اس خط کے ارد گرد کئی لکیریں کھینچیں پھر فرمایا:

هذه سبل متفرقة على كل سبيل منها شيطان يدعوا اليه (احمد، ابوداؤد الطیالسی، دارمی)

"یہ دائیں بائیں جو لکیریں ہیں یہ شیطان کے راستے ہیں شیطان ان راہوں کی دعوت دیتا ہے اس کے بعد رسول اللہ e نے مذکورہ آیت بالا کی تلاوت فرمائی"۔

اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص شریعت محمدی سے بے رغبتی اختیار کرے۔ یا اپنے آپ کو شریعت سے مستغنیٰ سمجھے، وہ دراصل مسلمان ہی نہیں ہے۔

امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فضل اسلام" میں لکھا ہے۔ اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قرآن ہمیں اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دیتا ہے۔ اور اس اطاعت سے خروج کرنے سے روکتا ہے۔ بلکہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے انکار دخولِ جہنم کی ایک بڑی وجہ ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جو انکار کرے عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں جانے سے کون انکاری ہو گا؟ فرمایا۔

((مَنْ اَطَاعَنِی دَخَلَ الجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ اَبَى))　　(صحیح البخاری)

" جو شخص میری اطاعت کرے گا تو وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو میری نافرمانی کرے گا تو وہ ایسا ہی ہے کہ جیسے اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔"

شریعتِ محمدی کو چھوڑ کر دیگر دینوں ‘مذہبوں میں جانے کی ضرورت بھی کیا ہے۔؟

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى﴾ (النحل:89)

''ہم نے اس کتاب میں جو تیری طرف نازل کی ہے ہر چیز کی وضاحت بیان کر دی ہے۔''

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کے چند اوراق دیکھے تو فرمایا۔ اے عمر کیا اب بھی ان چیزوں کے متلاشی ہو؟ پھر فرمایا۔

((لقد جئتکم بها نقية بيضاء، ولو كان موسٰى حيّا، واتّبعتموه، وتركتمونى لضللتم)) (نسائی)

'' اے عمر، میں تمہارے پاس ایک صاف شفاف دین لے کر آیا ہوں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور تم ان کی اطاعت کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو تم گمراہ ہو جاتے۔''

ایک اور حدیث میں الفاظ یہ ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری ہی اتباع کے پابند ہوتے۔ ان الفاظ کو سن کر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

((رضيت بالله ربّاً، وبالاسلام دينًا وبمحمدٍ نبيّا))

''میں اللہ کو رب، اسلام کو دین اور محمد (ﷺ) کو نبی ماننے پر راضی ہو گیا۔''

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کے دلوں کو دیکھا ان میں سب سے زیادہ بہترین دل رسول اللہ ﷺ کا پایا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے، دین اور رسالت کے لئے منتخب فرمایا پھر تمام بندوں کے دلوں کو دیکھا اور ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دل تمام بندوں سے بہترین پایا انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کے تعاون و صحبت کے لئے منتخب فرمایا۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ کے دین کی خاطر جہاد کرتے تھے مسلمان جسے اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور جس چیز کو برا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے۔ (مسند احمد مسند بزار بسند حسن)

⑩ اللہ تعالیٰ کے دین سے بے پرواہی کرنے والا جو نہ اس کو سیکھتا ہے نہ اس پر عمل کرتا ہے تو وہ شخص کافر ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ (السجدۃ:22)

"اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیات کا وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے منہ پھیر لیا ہم بھی مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں"۔

علامہ عبد اللطیف بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا "جب ایمان کی اصل بنیاد موجود ہو تو لوگوں میں ایمان کی کمی بیشی اور اس کے درجات میں تفاوت (اتار چڑھاؤ) ہو سکتا ہے۔ لیکن جب ایمان کی بنیاد ہی نہ ہو وہ توحید ہی نہ ہو جس کے ذریعے انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ انسان کلی طور پر دین اسلام سے منہ پھیرے، اعراض کرے (نہ دین کو سمجھے، نہ پڑھے نہ اسکو اہمیت دے بلکہ مطلقاً اسلام کی بنیاد سے ہی غافل رہے) تو اسی چیز کو کفر کہتے ہیں۔

فرمان الٰہی ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ (الاعراف:179)

"اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے بہت جن اور انسان پیدا کئے ہیں۔"

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى (طہ:124)

"اور جو شخص میرے ذکر سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی میں تنگی رہے گی اور ہم اسے روزِ قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے"۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنْذِرُوا مُعْرِضُونَ (الاحقاف:3)

"اور کافر لوگ جس چیز سے ڈرائے جاتے ہیں، منہ موڑ لیتے ہیں"۔

جو لوگوں یہ بتوں اور غیر اللہ کی عبادت پر ڈٹیں ہوئے ہیں۔اور اللہ اور اس کے رسول e کی باتوں پر کان ہی نہیں دھرتے۔اور تو اور جو شخص ان کے باطل ہونے پر تنقید کرے اس کو ایذائیں پہنچاتے ہیں۔اسے لوگوں کے لئے جہالت کو بطور عذر پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ (السجدۃ:22)

’’اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔جسے اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر یاد لائی گئیں۔پھر بھی اس نے منہ پھیر لیا۔یقیناہم بھی گناہ گاروں سے انتقام لینے والے ہیں‘‘۔

اخوانکم فی الاسلام:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website: http://muwahideen.co.nr/
Email: salafi.man@live.com